نظرات

خلیجی جنگ کا آغاز جن افسوسناک حالات میں ہوا تھا۔ اس سے کہیں زیادہ عبرت ناک طور پر اس کا انجام بھی ہوا۔ اور یہ انجام تمام دنیا کے انصاف پسندوں کے لیے ایک پیغام چھوڑ گیا اور ملت اسلامیہ کے لیے ایک سبق بھی دے گیا ہے۔

آج سچائی اور ایمانداری کی جو دہائی دی جاتی ہے دنیا نے دیکھ لیا کہ اس دور میں اس کا جتنا شور مچایا جاتا ہے یہ سب فضول سی بات ہے۔ آج جس کی لاٹھی ہے اسی کی بھینس ہے۔

سب کچھ اپنا مفاد ہی اولین شئے کا درجہ رکھتی ہے۔ اور انصاف، سچائی و ایمانداری یہ سب خوب صورت الفاظ اپنے اپنے مفاد کے تحت ہی کا سب کو بھاتے ہیں۔ اپنے مفاد سے اگر ان لفظوں کے مفہوم ٹکراتے ہیں تو پھر ان کی کوئی وقعت ہی کسی کے نزدیک بے معنی بات ہے۔

عراقی صدر صدام حسین نے جب کویت پر قبضہ کیا تو انہوں نے اسے اپنے مفاد ہی کے تحت خوشنما لفظوں کے گورکھ دھندوں میں گھما پھرا کر جائز و صحیح ٹھہرایا۔ اور جب اتحادی فوجوں نے کویت کو آزاد کرانے کے

عراق کے شہر بغداد، بصرہ، کربلا و نجف وغیرہ پر زبردست ہوائی بمباری کی جس سے بھیانک تباہی و بربادی اور لاکھوں بے قصور شہری انسانوں کی موت واقع ہوئی تو اسے بھی اپنی لغت کے ذریعہ صحیح اور بالکل ٹھیک گردانے کی صدا بلند کی گئی۔

آج کی دنیا جس تیزی سے ترقی کرتے کرتے چاند و سورج پر پرواز کرنے کی تگ و دو میں لگی ہوئی ہے اسی تیزی کے ساتھ دنیا والے جھوٹ کو سچائی، بے ایمانی کو ایمانداری، بے انصافی کو انصاف میں بدلنے کے لئے بلا شرم و جھجک آمادہ و کمربستہ ہیں۔

صدام حسین نے کویت پر قبضہ کرنے کے جواز میں فلسطین کا راگ الاپا اور اتحادی فوجوں نے عراق کے شہروں بصرہ، بغداد وغیرہ پر بے پناہ بمباری کے ذریعہ تباہی و بربادی اور انسانوں کی ہلاکت کے لیے عراق کو سبق سکھانے اور کوئی ملک آئندہ ایسی غلطی کرنے کی جرأت نہ کرے کا ڈھونگ رچا۔

بے ایمانی دونوں ہی کر رہے ہیں، مگر ایمان داری کی آڑ لے کر، یہ ہے بیسویں صدی میں سائنسی ترقی کا کمال۔!

کویت پر زبردستی قبضہ کرنے سے پہلے صدام حسین کو فلسطین کبھی کیوں یاد نہیں آیا۔ وہ بتائیں کہ اس سے پہلے سنہ ۱۹۶۷ء، سنہ ۱۹۷۲ء کی عرب اسرائیل جنگ کے دوران میں انہوں نے فلسطین کے کاز کے لیے قربانی دینے کے موقع کو کیوں گنوایا۔؟

کویت پر قبضہ کے بعد تمام دنیا کی طرف سے عراق کی مذمت کو دیکھ کر عراق کی طرف سے فلسطین کا نام لیتا دیکھ کر ہمیں یہ واقعہ یاد آگیا:

"ایک مسجد میں کوئی چور گھس آیا اور اس نے موقع دیکھ کر نمازیوں کے جوتے اکٹھے کر کے باندھنے شروع کر دیئے کہ اسی اثناء میں کسی دیگر شخص نے اسے دیکھ لیا اس نے فوراً شور مچا دیا۔ چور چور وہ گھبرا گیا اس نے پکڑے جانے کے ڈر سے مسجد کے کونے میں رکھی جھاڑو کو جھٹ سے اٹھا لیا اور لگا صفائی کرنے، اتنے میں چور، چور کی آواز سن کر تمام نمازی آ گئے۔ پوچھا کہ چور کہاں ہے۔؟ تو شور مچانے والے نے کہا کہ یہ ہے جو جھاڑو دے رہا ہے۔ چور نے جواب دیا کہ بھائی میں تو مسجد میں اِدھر اُدھر پھیلے تمام جوتوں کو ایک جگہ رکھ کر مسجد کی صفائی کر کے ثواب کما رہا ہوں اور یہ مجھے چور کہہ کر صفائی کرنے کی سعادت و ثواب سے محروم کرنے کی جسارت کر رہا ہے۔ نمازی شور مچانے والے ہی کو ڈانٹنے لگے کہ ایسے نیک آدمی کو چور کہتا ہے۔

صدام حسین نے کویت پر قبضہ کر کے اسی واقعہ کی یاد تازہ کر دی۔ انہوں نے جب دیکھا کہ عراق کا کویت پر قبضہ کرنے کو کوئی جائز نہیں مان رہا ہے تو انہوں نے اس کے ساتھ فلسطین کا نام جوڑ دیا کہ اسرائیل فلسطین خالی کر دے گا تو میں بھی کویت سے ہٹ جاؤں گا۔ ان کے اس اعلان پر ملت اسلامیہ جذباتی طور پر ان کی دیوانی ہی ہو گئی۔

ملت اسلامیہ کو صدام حسین میں سلطان صلاح الدین ایوبیؒ، محمد بن قاسم بلکہ بعض رہنماؤں کو خلفاء راشدین کی جھلک نظر آنے لگی۔ یہ ملت اسلامیہ کی اس سائنسی دور میں وہ گت۔ یعنی جذبات اور صرف جذبات۔!

جس طرح کویت کو خالی کرانے کے لیے امریکہ جنرل الشوم برطانیہ معظمہ

دلچسپی دکھائی اور انسانی حقوق کی دہائی دے کر آناً فاناً اپنی کثیر التعداد فوج بے پناہ جدید ساز و سامان کے ساتھ خلیج کے ریگستانوں میں اتاری وہ بھی کم حیرت انگیز نہیں ہے۔ اصل میں نہ انھیں کویت سے دلچسپی تھی اور نہ ہی کویت کے عوام کی خیرخواہی مقصود تھی ان کی دلچسپی تھی تو تیل کی انمول دولت سے اور یہ دولت انھیں اپنے ہاتھوں سے نکلتی معلوم ہوئی تو انھوں نے انسانی حقوق کی آڑ میں یہ مستعدی دکھا ڈالی ـــ جو بے مثال تھی۔

حالانکہ انسانی حقوق اسرائیل نے جس طرح غضب کیے ہوئے ہیں اور ۱۹۶۷ء سے وہ زور زبردستی جس طرح عربوں کے علاقوں پر قابض ہے اور اقوام متحدہ کی بار بار پاس شدہ قراردادوں کی دھجیاں بکھیر رہا ہے، امریکہ، برطانیہ، فرانس کو کبھی اس طرف خیال نہیں آیا۔ آتا کیوں؟ جب کہ اسرائیل ان کے مفاد کا گڑھ ہے اور جو ان کے مفاد کو بنائے رکھے ہو اس کی ہر ناجائز بات جائز ہی کہلانے کا درجہ رکھتی ہے اور یہ بھی تو ممکن ہے کہ عراق کا کویت پر کسی طرح قبضہ کرانے کی سازش رچی گئی ہو اور پھر اپنے مفاد پر مبنی اسرائیل کی سلامتی کی خاطر عراق کو تباہ کرنے کا در پردہ منصوبہ بنایا گیا ہو۔

بہرحال جو ہونا تھا ہو گیا۔ کویت سے عراق ہٹ گیا۔ عراق کی جنگ کے ذریعہ جو تباہی و بربادی ہوئی ہے اس پر پوری انسانی برادری سالہا سال تک ماتم کرتی رہے گی۔ عراق پچاس سال میں بھی اپنی اس تباہی و بربادی کو دور کر سکے گا یہ کہنا ہی بڑی مشکل بات ہے۔ ایک انسان کی ضد اور ہٹ دھرمی اور غلطی سے عراق اور اس کے عوام تو جان و مال سے تباہ و برباد ہو گئے اس

کے ساتھ ہی پوری ملت اسلامیہ بھی جذبات میں بہہ کر اپنی خفت و شرمندگی اور ذلت بھی سالہا سال تک نہ مٹا سکے گی۔

اس خلیجی جنگ کو ملت اسلامیہ اپنے لئے ایک سبق سمجھے تو یہ اس کے لئے بہتر ہی ہوگا اب بھی کچھ نہیں بگڑا ہے اس جنگ نے جو بات اجاگر کی ہے وہ ہے ملت اسلامیہ کا حد درجہ جذبات کا طوفان، بلا سوچے سمجھے صدام حسین کو پورے عالم اسلام کا رہبر اور خلفاء اسلام کا جانشین کہا گیا۔ آج اس پر ہمیں کس قدر خفگی محسوس ہو رہی ہے۔

ملت اسلامیہ سمجھ ہی نہیں پائی کہ حقیقت کیا ہے اور آج کے دور میں جو حقیقت کو نہ سمجھے اسے زندہ رہنے کا کیا حق ہے۔؟

ملت اسلامیہ نے یہ نہ سوچا کہ کویت پر عراق کا قبضہ کرنے کے پلان کے پس پردہ سی آئی اے کی حکمت عملی تو کام نہیں کر رہی ہے۔ الحمد للہ! 'برہان' دہلی نے گذشتہ نظرات میں خلیجی جنگ کے بارہویں روز اظہار خیال کرتے ہوئے اس طرف ہلکے سے اشارے بھی کئے تھے مگر ہمیں اس کا اعتراف بھی ہے کہ ملت اسلامیہ کو جذبات میں بہتے ہوئے کو ہم پکڑ کر نہ نکال سکے۔ بعض اوقات اپنوں کا ہی بلا وجہ غصہ کا خوف کا بھی خیال کرنا ایک مجبوری ہی ہے۔

اس جنگ نے سعودی عرب کے حکمرانوں کے لیے یہ سوچ پیدا کی ہے کہ وہ قدرت کی بے پناہ دولت سے اپنے ملک کی طاقت کو بھی مضبوط کریں۔ دوسروں کے بل بوتے کبھی اپنی حفاظت ہو ہی نہیں سکتی ہے اپنے دفاع کو مضبوط کریں۔ اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے ہی میں اپنی عافیت ہے۔

جو صلاحیتیں، قوتیں اور خزانے اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے پاک محبوب نبیؐ کی مقدس سرزمین کو عطا کیے ہیں سعودی حکمرانوں کا فرض ہے